پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی قسط:۴

خلافت وملوکیت

آیتِ استخلاف

عموماً سورۃ النور کی ایک آیت کے حوالے سے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ خلفائے راشدین کی تعداد چار ہے اور وہ آیت یہ ہے۔

وَعَدَاللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَااسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْناً یَعْبُدُوْنَنِیْ لَایُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْئاً وَّمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُوْلٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ٥ (پارہ۱۸، النور۵۵)

وعدہ کرلیا ہے اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کئے ہیں کہ انہیں زمین میں خلافت دے گا۔ جیسا کہ خلافت دی تھی ان سے پہلے کے لوگوں کو اور مضبوط کردے گا ان کے لئے اس دین کو جسے اس نے پسند کیا ہے ان کے لیے۔ اور ان کے اس خوف کے بعد اس کو امن کے ساتھ تبدیل کردے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہیں کریں گے اور جو اس کے بعد ناشکری کرے گا تو ایسے ہی لوگ نافرمان ہیں۔

اس آیت کریمہ میں پانچ چیزوں کا وعدہ کیا گیا ہے:

(۱) مومنین صالحین کو زمین میں خلافت (حکومت) دی جائے گی۔

(۲) دین اسلام کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرے گا اور اسے غالب کیا جائے گا۔

(۳) مسلمانوں کو دشمنوں کا کوئی خوف نہیں رہے گا۔

(۴) اس خلافت (حکومت) میں لوگ اللہ ہی کی بندگی کریں گے اور شرک کا نظام ختم ہوجائے گا۔

(۵) جو لوگ اس خلافت کی ناشکری کریں گے وہ فاسق سمجھے جائیں گے۔

یہ آیت کریمہ واضح طور پر اعلان کررہی ہے کہ خلافتِ اسلامیہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور عطیہ ہے۔ اس کے بغیر محض تبلیغ وتعلیم سے نہ دین غالب ہوسکتا ہے نہ امن وامان قائم ہوسکتا ہے اور نہ ہی نظام کفر وشرک کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔ اگرچہ اس آیت کے اوّلین مصداق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں لیکن اس کے عموم میں پوری اُمّتِ مسلمہ بھی داخل ہے۔

مشہور مفسر ابوالبرکات عبداللہ احمد بن محمود النسفی لکھتے ہیں: ”کہا گیا ہے کہ یہ وعدہ نبی علیہ السلام اور ان کے

رفقاء سے ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ وعدہ محض مہاجرین سے ہے جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ وعدہ عام ہے۔''
(تفسیر نسفی ج۳ص۱۱۶)

علماء کے ایک بڑے طبقہ کی رائے یہ ہے کہ یہ وعدہ ساری اُمّت کے لیے ہے......ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ ''صحیح بات یہ ہے کہ آیت میں اصل اشارہ یہ ہے کہ اس میں تمام اُمّت وجمہور کی حکومت مراد ہے'' اور حضرت ابن العربی فرماتے ہیں کہ ہماری رائے یہ ہے کہ یہ وعدہ نبوت اور خلافت کے حق میں عام ہے۔ ساتھ ہی دعوت کی اقامت اور شریعت کے عموم کے حوالہ سے بھی یہی وعدہ ہے۔ چنانچہ ہر شخص کے حق میں یہ وعدہ اپنے اپنے انداز اور اپنے اپنے حالات کے حوالہ سے پورا ہوا۔ حتیٰ کہ مفتی، قاضی اور حکمران سبھی اس میں شامل ہیں۔ پس صحیح بات یہ ہے کہ آیتِ کریمہ ساری اُمّتِ محمد یہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کے حق میں عام ہے، کسی خاص طبقہ کے ساتھ خاص نہیں۔'' (قرطبی ج۱۲، ص۲۹۹)

علامہ محمد العربی لکھتے ہیں: ''**الوعد بالاستخلاف فی الارضِ فی ھٰذہ الاٰ یۃ عام عند المحققین.** یعنی اس آیت میں استخلاف فی الارض کا وعدہ محققین کے نزدیک عام ہے۔''
(اتحاف ذوی النجابتہ بمافی القرآن والسنۃ من فضائل الصحابۃ مطبوعہ قاہرہ ص۴۰)

ابن جریر طبری آیت کے آخری حصے ''**ومن کفر بعد ذٰلک فاو لئک ھم الفٰسقون**'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

''اس جگہ کفر سے اللہ کا انکار مراد نہیں ہے بلکہ کفرانِ نعمت مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جزیرۃ العرب میں اسلام کو غالب کر دیا تھا اور مسلمان امن کی حالت میں تھے۔ پھر لوگوں نے جبر کی روش اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی حالت بھی بدل دی۔ اس نعمت (خلافت اور غلبۂ اسلام) کی انہوں نے ناشکری اور بے قدری کی، تو اللہ تعالیٰ نے خوف کی حالت دوبارہ ان پر مسلط کر دی جو ختم ہوگئی تھی۔ ابوالعالیہ فرماتے ہیں کہ یہ ناشکری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرنا تھا۔''
(تفسیر ابنِ جریر ج۱۸ص۱۶۰)

امام بغوی نے بھی معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ: ''خلافت کی ناقدری اور ناشکری کا پہلا واقعہ قتل عثمان رضی اللہ عنہ ہے۔ آپ کے شہید ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے انعامات میں کمی آگئی اور مسلمان امن کی حالت سے نکل کر دوبارہ خوف و ہراس اور باہمی قتل وقتال کی حالت میں مبتلا ہو گئے۔

امام نسفی نے بھی لکھا ہے کہ خلافت کی ناشکری کرنے والے سب سے پہلے قاتلینِ عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔''
(تفسیر نسفی ج۳ص۱۱۷)

اس آیت میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے اس طرح کی خلافت عطا کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ جیسا کہ ان سے پہلے پچھلی امتوں یعنی بنی اسرائیل کو عطا کی گئی تھی۔ امام اہلسنت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ لکھتے ہیں کہ:

’’بنی اسرائیل کی خلافت سے باتفاق مفسرین حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خلافت مراد ہے کہ ان کے بعد تین خلیفے بڑے جاہ وجلال کے ہوئے۔حضرت یوشع،حضرت کالب،حضرت یوساقوس۔ان خلفائے بنی اسرائیل کے حالات اورفتوحات ہمارے تینوں خلفائے سے ملتے جلتے ہیں،اور بعض مفسرین نے حضرت داؤدعلیہ السلام کی خلافت مراد لی ہے کہ ان کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام خلیفہ ہوئے حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت کی قوت وشوکت ضرب المثل ہےاور ہوسکتا ہے کہ یہ دونوں مراد ہوں کمافی ازالۃ الخفاء۔‘‘(مجموعہ تفسیر آیاتِ قرآنی ص ۱۱۳)

مؤخر الذکر قول کی امام اہلسنت صحیح توضیح نہیں کرسکے۔حقیقت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے انتقال کے بعد جب یوشع بن نون کی قیادت میں فلسطین فتح ہوا تو بنی اسرائیل اپنی کوئی متحدہ حکومت قائم نہ کرسکے بلکہ قبائلی عصبیت میں مبتلا ہوگئے۔ساڑھے تین سوسال سے زائد مدت تک یہی طوائف الملوکی کا دور رہا، یہاں تک کہ عمالقہ کے سابقہ مشرک قبائل نے متحدہ محاذ بنا کر بنی اسرائیل کو فلسطین کے بڑے حصے سے بے دخل کردیا اور تابوتِ سکینہ بھی چھین لیا۔

اس وقت حضرت سموئیل علیہ السلام نے بحکم الٰہی حکومت کا نظم اپنے ایک رفیق جناب طالوت کو سونپ دیا جو نبی کی زیر قیادت اوران ہی کی ہدایات کے مطابق کام کرتے تھے۔قرآن مجید نے نبی کی زبان سے ان کے بارے میں اعلان کرایا۔اِنَّ اللّٰہَ قَدْ بَعَثَ لَکُمْ طَالُوْتَ مَلِکاً ۔بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے طالوت کو بادشاہ مقرر کردیا ہے۔(البقرہ،آیت ۲۴۷)ان ہی کی زیر قیادت تین سوتیرہ مؤمنین صالحین کی مختصر سی فوج نے جالوت اوراس کے بڑے لشکر کا مقابلہ کرتے ہوئے اسے شکست سے دوچار کردیا۔جالوت‘ حضرت داؤدعلیہ السلام کے ہاتھ سے مارا گیا جو اس وقت بالکل نوعمر تھے اور طالوت کی فوج میں شامل تھے۔اس عظیم فتح کے بعد بنی اسرائیل کی مستحکم حکومت شام وفلسطین میں قائم ہوئی اور طوائف الملوکی کا دور ختم ہوا۔حضرت طالوت کی حکومت ۱۰۲۰ق م سے لے کر ۱۰۰۴ق م تک تقریباً ۱۶سال قائم رہی۔

خلافت داؤدعلیہ السلام

حضرت طالوت کے بعد حضرت داؤدعلیہ السلام کی خلافت قائم ہوئی،جو ۱۰۰۴ق م سے لے کر ۹۶۵ق م تک تقریباً چالیس سال قائم رہی۔قرآن مجید نے ان کے بارے میں بتایا ہے کہ’’ یا داؤد انا جعلناک خلیفۃفی الارض ......وشددنا ملکہ‘......واتٰہ اللّٰہ الملک ‘‘ہم نے داؤد(علیہ السلام) کو زمین میں خلیفہ بنایا(ص ۲۶) ......اورہم نے اس کی حکومت کو قوت دی تھی(ص ۲۰)......اوراللہ نے اسے حکومت عطا کی تھی(البقرہ ۲۵۱)

ان آیات میں اسی خلافتِ داؤدی کا ذکر ہے۔جالوت کے قتل کے وقت ہی سے ان کی شجاعت ظاہر ہوگئی تھی۔

نبوت اور حکومت ملنے کے بعد تھوڑے ہی عرصہ میں شام، عراق، فلسطین اور شرق اردن کے تمام علاقوں پر ان کی حکومت قائم ہوگئی۔

خلافت سلیمان علیہ السلام:

حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد یہ وسیع سلطنت ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کو منتقل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ (النمل ۱۶) اور وارث ہوا سلیمانؑ داؤدؑ کا اور وَ كُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا (الانبیاء ۷۹) داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام دونوں کو ہم نے حکومت دی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت بھی ۹۶۵ ق م سے لے کر ۹۲۶ ق م تک تقریباً چالیس سال قائم رہی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد ان کے بیٹے رجعام خلیفہ ہوئے تقریباً سترہ سال تک عدل وتقویٰ کے ساتھ حکمرانی کرتے رہے اور قوم کی اخلاقی برائیوں کے باعث ان کی حکومت کا زوال ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو جو خلافت بطور انعام عطا فرمائی تھی اس کی ترتیب اور مدت حسب ذیل ہے:

(۱) جناب طالوت: تقریباً سولہ سال ۱۰۲۰ ق م سے لے کر ۱۰۰۴ ق م تک۔

(۲) حضرت داؤد علیہ السلام: تقریباً چالیس سال ۱۰۰۴ ق م سے ۹۶۵ تک۔

(۳) حضرت سلیمان علیہ السلام: تقریباً چالیس سال ۹۶۵ ق م سے ۹۲۶ تک۔

(۴) جناب رجعام: تقریباً سترہ سال ۹۲۶ ق م سے ۹۱۰ ق م تک کل مدت خلافت ایک سو تیرا سال بنتی ہے۔

یہ ساری خلافت وحکومت اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ اور عطیہ وانعام تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آیتِ استخلاف میں اسی طرح کی خلافت بطور انعام اور عطیے کے امت مسلمہ کو بھی دینے کا اعلان فرمایا کہ وہ خلافت بھی تقریباً اتنی ہی مدت تک قائم رہے گی اور اس کی پسندیدہ بھی ہوگی، اسی لئے بنی اسرائیل کی خلافت کے ساتھ اسے تشبیہ دی گئی ہے۔ چنانچہ مفکر اسلام، قاطع سبائیت مولانا محمد اسحٰق صدیقی ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

امتِ مسلمہ کے استخلاف کو بنی اسرائیل کے استخلاف سے تشبیہ دینے سے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ اس امت میں بھی خلافت طویل مدت تک یعنی کم از کم ایک صدی تک رہے گی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہوگی۔ اگر اس سے زیادہ ہوجائے تو تشبیہ کے خلاف نہیں۔ اس سے کم ہو تو مشبہ اور مشبہ بہ میں پوری مطابقت باقی نہیں رہتی اور مدت خلافت امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف تحیہ کو مدتِ خلافت بنی اسرائیل سے کم تسلیم کرنا مقتضائے تشبیہ کے خلاف ہے۔ تشبیہ مذکور کا تقاضا یہ ہے کہ اموی اور عباسی خلافتوں کے دور کو خلافتِ موعودہ کا دور سمجھا جائے۔ نیز اللہ تعالیٰ کا انعام اور باعثِ خیر وبرکت سمجھا جائے۔

ایک شبہ کا ازالہ

ممکن ہے کہ کسی کو یہ شبہ ہو کہ آیت استخلاف میں تو صرف نفس ''استخلاف'' (عطائے خلافت) کو استخلاف سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل کو ہم نے خلافت عطا کی تھی' اسی طرح تمہیں عطا فرمائیں گے۔ وجہ شبہ صرف اتنی ہی ہے جو تشبیہ کے لیے کافی ہے۔ یہ قطعاً ضروری نہیں کہ دونوں امتوں کی خلافتیں سب احوال واوصاف اور پوری کیفیت میں باہم مشابہ و یکساں ہوں......

جواب

اگرچہ استخلاف کی خبر بعنوانِ وعدہ خود بشارت اور مسرت خیز ہے لیکن پھر بھی مخاطب کے دل میں ہلکی سی خلش پیدا ہو سکتی تھی کہ یہ خلافت و مملکت عام قوانینِ تکوینی کے ماتحت حاصل ہوگی۔ یا بطور انعام اور عطائے خاص؟ اس شبہ کو دور کرنے اور بشارت میں مزید اضافہ فرمانے کے لیے ''کما استخلف ......فرما کر تشبیہ کے ذریعے بات بالکل صاف فرما دی گئی اور اپنے مقبول بندوں کو اس طرح مزید مسرت وطمانیت بخشی گئی کہ تمہیں ہم خلافت و اقتدار بطور انعام عطا فرمائیں گے۔ یہ ہماری عطا فرمائی ہوئی نعمت ہوگی اور ایسی نعمت ہوگی جو بہت سی نعمتوں کے حصول کا سبب بنے گی۔ تشبیہ مذکورہ کا یہ فائدہ بدیہی طور پر سمجھ میں آتا ہے' اسے پیش نظر رکھنے کے بعد ہمارا استدلال بالکل بے غبار ہو جاتا ہے اور یہ حقیقت بالکل عیاں ہو جاتی ہے کہ آیت میں تشبیہ صرف استخلاف کو نہیں دی گئی بلکہ نوعیت و کیفیتِ استخلاف کو نوعیت و کیفیت استخلاف سے دی گئی ہے اور اس کا تقاضا وہی ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ یعنی خیر و برکت اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہونے میں بھی اس خلافت کو سابقہ مشبہ بہا خلافتوں کے مثل ہونا چاہیے۔ اگر یہ نہ سمجھا جائے تو تشبیہ سے کوئی فائدہ نہیں معلوم ہوتا۔ عطائے اقتدار میں مشابہت ہونے سے کیا فائدہ؟ یہ مشابہت تو اسے ہر سلطنت و حکومت کے ساتھ حاصل ہوتی ہے۔ خواہ وہ اہل حق کی سلطنت ہو یا غیر مسلمین کی۔ اس میں اہل ایمان کے اقتدار کی کیا تخصیص ہے؟ اس سے یہ حقیقت اور زیادہ روشن ہو جاتی ہے کہ آیت میں تشبیہ صرف استخلاف کے ساتھ نہیں دی گئی ہے بلکہ کیفیت و نوعیتِ استخلاف کو کیفیت و نوعیتِ استخلاف کے مشابہ ظاہر فرمایا گیا ہے۔

شبہ تو بحمد اللہ بالکل صاف ہو گیا اور آیت سے ہمارا استدلال بالکل بے غبار ہو گیا۔ مگر مخالفین خلفاء کی آنکھوں کا غبار دور کرنے کے لیے انہیں آیت استخلاف کے اس آخری جز کی طرف متوجہ کرتا ہوں:

وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ''اور جو لوگ اس کے بعد ناشکری کریں۔ تو یہی لوگ فاسق ہیں''

نعمتِ خلافت کے کفران کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اسے نعمت کے بجائے نقمت (سزا و عذاب) کہا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہ خلافت امتِ مسلمہ کو بطور انعام عطا فرمائی تھی اور ظاہر ہے کہ انعامِ الٰہی سراپا خیر و برکت ہی ہوتا

ہے۔خلافتِ راشدہ کے سراپا خیز و برکت ہونے میں تو کسی کلام کی گنجائش نہیں۔ان کے بعد بھی شام واندلس کی اموی خلافتیں اور بغداد کی عباسی خلافت بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور اسی خلافت کا حصہ تھیں، جس کا وعدہ آیتِ استخلاف میں فرمایا گیا ہے............

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی مذمت کرنا، خلفاء کو ظالم وجابر یا فاسق وفاجر کہنا، ان کی خلافتوں کو ناجائز کہنا، انہیں روم و ایران کے کافر و فاسق بادشاہوں سے تشبیہ دینا، ان کے دور کو روم وایرانی قسم کی ''ملوکیت'' کہنا، ان پر افتراء کرنا کہ وہ کافر بادشاہوں کی طرح بیت المال کو اپنی ذاتی ملک سمجھتے تھے اور مسلمانوں کے مال کو اپنے تعیش کے لیے صرف کرتے تھے۔ان پر یہ بہتان باندھنا کہ وہ اپنے مزاج کے خلاف کوئی بات برداشت نہ کر سکتے تھے اور بے گناہوں کو قتل کر کے خون بہاتے تھے۔ان پر اور ان کے معاونین پر یہ اور اس قسم کے دوسرے الزام لگانا اور یہ کہنا کہ علماء وصلحاء کا طبقہ ان سے بیزار اور مایوس ہو گیا تھا۔اس لیے وہ ان سے بالکل الگ ہو گیا تھا۔ان خلفاء اور ان کے معاونین پر اس طرح کی الزام تراشی کر کے تقریباً سات آٹھ سو سال تک باقی رہنے والی اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمتِ خلافت کو شر وفساد اور مصیبت وبلا ظاہر کرنا کیا کفرانِ نعمت نہیں ہے؟ پھر کیا آیتِ مقدسہ میں کفرانِ نعمت کرنے والوں کو فاسق نہیں کہا گیا ہے؟ اس آیت کا شیعوں پر صادق آنا تو بالکل واضح ہے۔لیکن وہ سنی جو اموی خلافت اور اموی خلفاء کی مذمت کرتے رہتے ہیں۔ان سے بغض وعداوت رکھتے ہیں اور جو شخص ان کی تعریف کرے اسے خارجی اور ناصبی کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ذرا غور کر لیں کہ کہیں وہ بھی تو اس آیتِ کریمہ نذیرہ کی زد میں نہیں آجاتے ہیں؟ (اظہارِ حقیقت بجواب خلافت وملوکیت۔ج ۳، ص ۱۳، ۳۱)

(جاری ہے)

ماھانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

☆ دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان ☆ 29/جولائی 2004ء بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت حضرت پیرجی

سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم جامعہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان فون: 061-511961